

مولانا عیسیٰ القیوم حقانی
فائز مدرسہ دارالعلوم حقانیہ

اصلاح انقلاب امت اور نفاذ شریعت کا پہلا مرحلہ علماء و مصلحین امت اور دینی قوتوں کیلئے ایک چیلنج

- ملکی حالات کا اجمالی جائزہ اور دین اسلام کا نظام عدل و قسط
- دینی قوتوں اور مذہبی طاقتوں کے اتحاد اور ایک انقلابی تنظیم کی ضرورت
- غلبہ اقتدار یا حزب اختلاف کی صورت میں نفاذ شریعت کیلئے بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ
- نفاذ شریعت کا واضح لائحہ عمل اور اس کے انقلابی نتائج
- آج تمہیں کے پاؤں چھوٹے ہو گئے وہ تمہارے جو قوتوں کو بوسہ دیں گے

موجودہ دور میں جب ہم اپنے گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ انفرادی طور پر جس شریعت کا نام لیا جاتا ہے عملاً اجتماعی طور پر دوسری شریعت نافذ ہوتی ہے۔ نام خدا کا لیتے ہیں کام شیطان کا کرتے ہیں اخلاقی تصورات اور قانونی تصورات میں تفریق کر دی گئی ہے۔ مسجد میں ایک خدا کی پرستش کی جاتی ہے مگر سلطنت کی خدائی کسی شخص یا پارلیمنٹ کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ اب تک معاشرہ اور ملک کے اجتماعی نظام میں جس قدر خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اپنی اجتماعی زندگی میں خود کو خدا کے بندے "اس کے غلام" اسی کی تقدیر میں جکڑے ہوئے اور اسی کے قوانین تاریخ اور قواعد میں نفسیات کا پابند نہیں سمجھا۔ مسلمان کا مقام اس کے سوا کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت پر کاربند ہوں۔ اس کے تعلیمات اور احکام میں خود کو جکڑے رکھیں اور اس کے حدود حلال و حرام کی پابندی کریں دین اسلام اور شریعت اسی کا نام ہے۔ اسلام نے انسانیت کو انفرادی اور اجتماعی شریعت ایک دی ہے۔ مسجد اور پارلیمنٹ کا خدا ایک بتایا ہے۔ اخلاقی اور قانونی ضابطوں کی شاخیں ایک بنیاد سے پھوٹتی ہیں۔

نفاذ شریعت کے نصب العین سے تو مسلمانوں کا تشخص قائم ہے اس سے ان کی زندگی ہے اس کے سوا ان کو زندہ رکھنے والی کوئی دوسری روح نہیں۔ اس مرکزی روح سے اگر مسلمانوں نے انحراف کیا تو ان کی شکل مسخ ہو جائے گی ان کا اعتقادی اور تہذیبی چہرہ بگڑ جائے گا ان کی دینی، روحانی اور سیاسی قوتیں مفلوج ہو جائیں گی ————— نفاذ شریعت ان کا

ضرورت قضایا حاصل اور ان کے لئے سرمایہ اعزاز ہے مگر پھر بھی خود کو مسلمان کہلانے والے اپنے حقیر ذاتی مفاد کی خاطر جب اس سے کئی کتر اتے اور فرار کی راہ اختیار کرتے ہیں تو انہیں اسلام کا نام لینے سے پہلے یہ کیوں سوچ لینے کا نہ سوچا۔ اب جب اسلام کا نام لیا ہے تو بات کو نبھانا اور نظام کو اپنا نا ہو گا چاہے اس میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

چالیس سال سے حکمرانوں اور سیاسی لیڈروں نے علی الاعلان یا محبت کے عنوان سے پس پردہ فریضہ نفاذ شریعت سے مسلسل گریز کیا۔ نام شریعت کا لیا، نظریاتی اساس کا ڈھنڈو راپٹیا۔ اسلامی جمہوریت کا پرچم لہرایا۔ شریعت کے نظام عدل و قسط کے گن گائے۔ مگر یہ سب کچھ اپنے اقتدار کے تحفظ اور اپنے وجود کے استحکام کے لئے صرف نام تک محدود رہا۔ کام سے کسی کو کیا غرض؟

ایسی روش سے لادینیت پسند، مغرب پسند اور مفاد پرستوں کے گردہ کو خوب خوب فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملتا۔ شریعت کی اطمینان بخش "اسلامی ہیئت سیاسیہ" کا واضح تصور بھی پروپیگنڈے کے ذور سے اور کچھ شریعت والوں کی اپنی روش اور بے اعتنائی سے عام لوگوں کی نظروں میں دھندلا کے رکھ دیا گیا۔ مارشل لا کی جبری اور غیر جمہوری فضا اس کے لئے مریض آئی۔ اور اب مسلم لیگ نے یہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔ شریعت کے علمبردار بھی ملکہ جمہوریت کے سایہ عاطفت میں پناہ لینے میں عافیت سمجھنے لگے۔ اور پھر ظلم یہ کہ عورتوں سے کہا جاتا ہے کہ دوپٹے سر پر کر لو شریعت میں بے پردگی ممنوع ہے۔ چادر اور چار دیواری میں تمہاری ناموس کی حفاظت ہے اور دوسری طرف بے پرد عورتوں کو سیٹج پر لا کر اور ان کی سیاسی عظمت تسلیم کر کے لاکھوں انسانوں کو بد ساعی اور بد رنگا ہی کا موقع فراہم کر دیا جاتا ہے۔

حیرت اور استعجاب اس پر ہے کہ حکومت سے تو غیر سے جب تک دل کے تارے اور موت کے فرشتے نہ دیکھنے نفاذ شریعت کی توقع ہی نہیں رہی۔ مگر مذہبی اور دینی جماعتیں جن کا منشور بھی نفاذ اسلام کا ہے جب وہ عملاً مغربی لادین سسٹم کے بے حساب برائیوں کے مزہ پر کھڑے ہیں اور اس پر صرف منشور کی طاعت اور اسلام سے انتساب کی عزت اگر نکال کے دوچار پھول لا کے رکھ بھی دیتے ہیں تو کیا اس سے غلاظت کا ڈھیر اور اور بدبودار مزہ چمن سے بدل جائے گا۔

موجودہ حالات میں اگر واقعہ "نفاذ شریعت مطلوب ہے اور تمہاری سیاست، تمہاری جماعت، تمہارے منشور اور تمہارے نعرے اس لئے ہیں کہ یہاں شریعت کا نظام عدل و قسط نافذ کر دیا جائے تو اسلام اور شریعت کو بطور نعرہ اپنی ضرورت پورا کرنے اپنے کار سیاست چلانے اور اپنی کرسی مضبوط کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ واقعہ "عملی ماحول معاشرہ اور ملک کے قانون کے طور پر اولاً اپنی انفرادی، اجتماعی، جماعتی اور سیاسی زندگی اور اپنے مساعی کے اہلوت میں نافذ کرنا ہو گا تب کاروبار مملکت میں نفاذ کی منزل قریب تر ہو سکے گی۔

اسلام صرف نام رٹنے سے نہیں آئے گا بلکہ اسلامی علوم اور معارف اور اسلام کے اصول حکمت کا مختلف احوال پر انطباق کرنا ہو گا۔ مختلف ممالک، مختلف زمانوں، اداروں اور مروجات کو جانچ پرکھ کر ان سے اجزاء حق کا چھانٹنا، ان کی

ترویج اور ان کو اجاگر کرنا ہو گا۔ اور اپنے گرد و پیش کی سوسائٹی میں اجزائے باطل کو ختم کرنا ہو گا۔

اس کے لئے اولاً بنیادی طور پر دین پسند قوتوں اور مذہبی طاقتوں کو نفاذ شریعت کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہو گا۔ پھر نہایت ہی حزم و احتیاط سے اس مجموعہ سے علمی و دینی اور قانونی و سیاسی امور کے ماہرین کی ٹیم منتخب کرنی ہوگی جو مجموعی نظام کو بدلنے اور اس کی بنیادوں کو درست کرنے کے لئے ترجیحات کا ایک جامع منصوبہ بنائے۔ مزاحم قوتوں کی نشاندہی، حکومت کے اندر اہم ناکوں پر بیچھ کر اسلام کے کام نہا کام کرنے والوں کا شعور، کسی سیاسی اور اجتماعی اقدام اور اس کے سارے منتضعات پر گہری نظر کرے۔ اس عظیم منصوبہ کے لئے اولاً اپنے حلقوں میں بالخصوص دینی اور مذہبی حلقوں میں، اسلام پسند حلقوں میں تعصب اور گٹھن کی فضا کو ختم کرنا اور آزاد، جمہوری، وسیع النظری، عوامی اور عمومی فضا کو برقرار رکھنا ہو گا۔ اس سلسلہ میں عمل کی دنیا میں ایک ٹھوس لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ نفاذ شریعت کے عمل کی مضبوطی کا تمام تر دار و مدار حکومت سمیت نفاذ شریعت کے دعوے داروں اور پرچم نبوی کے علمبرداروں کے سر ہے۔

جناب عالی! نظام شریعت صرف شراب جوئے، بدکاری کے امتناع اور چوری قتل شراب خوری اور قذف کے جرائم کے سزاؤں کا نام نہیں بلکہ اس میں اسلام کی انقلابی جماعت کو اپنی جماعتی حیثیت سے اسلامی ریاست کی ہیئت سیاسیہ، نظام شوری، انتخابات، نظام ہیئت، تقسیم اور بجٹ کے مسائل، نظام اراضی، سود اور بنکاری، بیرونی تجارت، قرضوں کا معاملہ، خارجہ پالیسی۔ غرض زندگی کے تمام بڑے بڑے مسائل اپنی جماعتی اور اتحادی سطح تک بطور لائحہ عمل کے واضح کرنا ہوں گے۔ نشان راہ متعین کرنے ہوں گے۔ اور عوام کو یہ باور کرنا ہو گا کہ واقعہ تم غلبہ اور اقتدار پر آنے کی صورت میں نفاذ شریعت کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہو۔

اگر یہ سچ ہے کہ آپ واقعہ مملکت کو گلشن اسلام اور صدابہار حنت ارضی بنانے کے لئے کوشاں ہیں تو پھر تمہیں پہلے مرحلہ میں فہمی اور اخلاقی، اسلامی اور روحانی تربیتی کیمپ قائم کرنا ہوں گے۔ تمہیں ایک ایمرز شکن قوت سینکڑوں اور ہزاروں کی نہیں لاکھوں افراد کی صورت میں حاصل کرنی ہوگی۔ جو اپنی ہزار عملی کمزوریوں کے باوجود اپنا رشتہ وفا اسلام سے استوار رکھیں جن کی زندگی کا اولین ہدف اسلام کے اطوار، اسلام کے اصول و اقدار اور قوانین و احکام کا غلبہ ہو۔ پھر اس وسیع قوت میں ایک مضبوط عنصر ایسا بھی ہو جس کی پورے حالات پر فکری گرفت مضبوط ہو۔ جو عالمی قوتوں کی شرانگیزیوں، مخالف اسلام مغربی مفکروں، حکمرانوں، سیاست دانوں کے حرکات سے پوری طرح واقف ہو وہ تحقیقی و علمی و دینی اور تبلیغی حلقوں میں گھسے بے ضمیر قائدین، صحافیوں، ادیبوں کے طول و طویل سلسلہ ہٹے تیز ویر کو پہچانتا ہو اس قوت کو، سپاہ اسلام بنا کر بنیان موصوف کی حیثیت سے آگے لانا ہو گا۔ اور انہیں اسلامی اور اصلاحی مفاد کے لئے متحد کر کے ایک ایسی ناقابل شکست چٹان بنانا ہو گا کہ اگر وقت آئے تو وہ لوگ ہتھکڑیوں، لاکھٹیوں اور گولیوں کے سلسلے سب سے پلائی دیوار بن جائیں۔ جب آپ کے پاس آپ کی انقلابی جماعت میں واقعہ ایک انقلابی فورس کے مفاسد کارکن مہیا ہو جائیں گے تو

جناب پھر صدر ہو یا وزیر اعظم ہو، اسمبلی کے ممبر ہوں یا میجر کر لیسے کے سستوں۔ طوفان غیر مصحافی ہوں یا حقائق کو مروڑنے والے دانشور، وہ کبھی اپنی غلط سکیوں کو ہم گے نہیں لاسکیں گے وہ مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے اتنی بڑی اور جھوٹی قوت سے نہیں ٹکرا سکیں گے۔ وہ اتنی بڑی قوت سے بچ کر کسی پارلیمنٹ یا چیمبر میں سائنٹسٹ کر کے اس کو راند نہیں رکھ سکیں گے۔ سپاہ اسلام کی اس عظیم قوت کی لٹکا مغربی جمہوریت کے دیو ہزار پا کو بے دم کر دے گی۔ تمہیں اس انقلاب اور عظیم انقلاب کے لئے اگر کام کرنا ہے تو پھر اسی قوت میں تمہیں اخباری سطح پر لکھنے والوں، محلدار مجالس میں تقریریں کرنے والوں، شعر و ادب کے چمن طرازوں، علمی و سیاسی اور قانونی کام کرنے والے مدیروں، فلسفہ اور نفسیات کے ماہروں کا انتخاب کرنا ہو گا۔ اور اپنے کارکنوں کے ہاتھوں میں ایمان و یقین، ابراہیم و دلائل، فکری اور علمی اور انقلابی اور محکم و مدال لٹریچر کا اسلحہ دینا ہو گا۔ جس کی مار اندرون ملک لادین قوتوں، منافق حکمرانوں اور عیار بیوروکریٹس سے لے کر بیرون ملک ماسکو اور نیویارک تک ہو۔

عوام میں جہاد کی سپرٹ کو اس طریقے سے حرکت میں لایا جاسکتا ہے کہ پہلے خود نفاذ شریعت کے داعی جماعتوں کو بغیر کسی دغدغہ اور تذبذب کے اپنے انفرادی جماعتی اور عملی سیاسی کاروبار میں شریعت اسلامیہ کے سامنے سر جھکا کر اس کو واحد صحیح اور عادلانہ قانون یقین کر کے پورے فخر اور احساس برتری کے ساتھ نافذ کر دیا جائے۔ یہ کوئی متنازعہ چیز اور اختلافی قضیہ نہیں۔ کسی خاص فرد، جماعت یا گروہ کی برتری اور کسی کو رک دینے کی جذبات کو اٹھا کر باہر پھینک دیجئے۔ میری یہ گزارشات ایک جائزہ اور برحق اور معقول تجویز پر مبنی ہیں۔ معقولیت کی فضا میں اس پر غور کر لیا جائے تو انقلابی نتائج حاصل ہوں گے۔ کوئی خاص جماعت یا پارٹی میری مخاطب نہیں بغیر کسی امتیاز کے تمام مسلمانوں سے میری یہ گزارشات ہیں آخر ان باتوں میں ہم اکٹھے نہیں ہوں گے تو اور کونسی دعوت یا پروگرام ہمیں جوڑ سکے گا۔

اگر آپ نے نوجوان قوت کو منظم کر لیا۔ اسلام پسند طاقتوں کو منظم کر لیا تو نفاذ اسلام کی عملاً ایسی خدمت انجام دی جا سکتی ہے کہ دنیا میں ایک تہلکہ مچ جائے، مخالفت اسلام قوتوں کے عزائم خاک میں مل جائیں۔ مفاد پرستوں اور سبکو لوسٹوں کے نظریات کا تاروپود بکھر جائے۔ دولت و جاہ کی پر شکوہ قبریں پھٹ جائیں۔ اور ایک انقلابی صورتِ مختصر خیز برپا ہو جائے۔ امریکہ کی فریب کارانہ پالیسیاں، بھارت کے ناپاک عزائم، اسرائیل کی اندوہناک تاراجی، روسیوں کی بربریت اور مستط قوتوں کی ساری امبیہیں اس پر قائم ہیں کہ مسلمان کبھی اپنے ایمان اور نظریے۔ اپنے دین اور اپنی تہذیب کی بنیاد پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔

اٹھو! خدا اور رسول کے دین کے لئے جانوں اور مالوں اور عزت و آبرو کی قربانیاں دینے والے بن جاؤ اپنی دماغی اور تخلیقی، علمی و مطالعاتی صلاحیتیں اسلامی نظام کی ترویج میں کھپا دو۔ خود کو باضمیہ بنا کر زندہ رہنے کا استحقاق پیدا کرو۔ جماعتی اور سیاسی میدان میں باہمی اعتماد اور اتحاد سے تنظیم اور اپنی جماعت کے اندر فعالیت اور اقدام کی صلاحیت رہانی ہے۔

ضبط و ترتیب ہے۔ مولانا عبد القیوم حقانی

طلبہ دارالعلوم سے حضرت مولانا شاہ ابراہیم مدظلہ کا خطاب

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا شاہ ابراہیم صاحب مدظلہ
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹ جنوری ۱۹۸۸ء علیہ کی ایک جماعت کے ساتھ دارالعلوم
حقانیہ تشریف لائے۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ سے ملاقات کی
اس موقع پر نماز ظہر کے بعد دارالعلوم کی جامع مسجد میں اساتذہ اور طلبہ کے ایک
بھرپور اجتماع سے مختصر خطاب بھی فرمایا۔ احقر نے اسی وقت ضبط کر لیا۔ اب افادہ عام
کے پیش نظر، نذر قارئین ہے (ع ق ح)

خطبہ سنوینہ کے بعد، محترم بزرگوں حضرات اس تازہ کرام اور عزیز طلبہ! اس دفعہ پاکستان میں میری حاضری اپنے ایک
برادر نسبتی کی شدید علالت کی وجہ سے ہوئی۔ اب خدا نے ان کو افاقہ بخشا تو میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ابھی چند روز
اور ٹھہرنا ہے تو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ پاکستان کے اہم علمی مراکز، مدارس، وہاں کے اکابر اس تازہ اور طلبہ سے
زیارت و ملاقات کی سعادت حاصل کر لی جائے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت
مولانا فقیر محمد صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضری کا پروگرام بنایا۔ جب یہاں آنا ہوا تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ دارالعلوم حقانیہ
میں حاضری کی سعادت حاصل نہ کی جائے۔ پہلے بھی یہاں حاضری ہوئی تھی۔ آج پھر خدا تعالیٰ نے اس کا موقع مرحمت
فرمایا۔ اور آپ بزرگوں کا حکم بھی ہے کہ کچھ بات بھی ہو جائے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی دین کی بات سنانے کا کہے تو انکار نہیں کرنا چاہیے۔ میری
زیادہ تر گزارش تو طلبہ دورہ حدیث، مشکوٰۃ شریف کے طلبہ سے ہوگی۔ کہ وہ بات کو زیادہ سمجھ سکیں گے دوسرے طلبہ کو بھی
اس سے فائدہ ہوگا۔ باقی اکابر موجود ہیں۔ یہ اچھی بات ہے کہ میں بزرگوں کی کتابوں سے جو کچھ نقل کر کے یہاں بیان کروں گا
ممکن ہے اس میں غلطی ہو اور بعض اوقات نقل میں غلطی ہو جاتی ہے تو بزرگ بیٹھے ہیں اس میں میرے لئے دو فائدے ہیں